

آثارِ باہو میں سلطان باہو کا تفسیری منہج
Sultān Bāhū's Methodology of Tafsīr in his Writings

Dr. Muhammad Amin
 Punjab Education Department District Muzaffargarh

Dr. Muhammad Majid Khan
 Punjab Education Department District Vihari

Abstract

Sultān Bāhū is a one of the prominent Sufi saints and poets of Punjab. He is not only a Muqallid but also a Mujtahid sufi who has his own special individual Method in Tafseer-e-Quran. This article will highlight his methodology of Tafseer about Light (Noor) of Allah in the light of Sūrah al-Nūr, The story of Hadrat Mūsā and Hadrat Khidr mentioned in Surah al-Kahf, Incident of Hadrat *Ibarāhīm's* Slating of four Birds mentioned in Surah al-Baqrah and elaborating Amanah mentioned in Surah al-Ahzab and also dividing of times and Numbering of human beings who are created in every hour or in every day in the light of verse of Surah Al - Rahman. This type of Tafseer-e-Quran will be discussed in detail.

Key Words: Prominent Sufi, Mujtahid, Mufassir, and Methodology of Tafsīr

تمہید
 سلطان باہو کا شمار پنجاب کے عظیم صوفیاء میں سے ہے۔ وہ اس خطے میں سترہویں صدی کے کثیر التصانیف اور مقامی عوام پر گہرا اثر چھوڑنے والے صوفی تھے۔ انکی ولادت 1039ھ / [1629ء] شورکوٹ ضلع جھنگ اعوان قبیلہ کے حافظ محمد بازید (ابو زید) کے گھر میں ہوئی۔ صاحب مناقب سلطانی اور صاحب مرآۃ سلطانی کے مطابق آپ مادر زاد ولی اللہ تھے اور انکا نام باہو یا محمد باہو رکھا گیا¹۔ ابتدائی تعلیم و تربیت اپنی والدہ سے حاصل کی۔ بعد ازاں شاہ حبیب اللہ قادری² سے ملاقات کی اور پھر سید عبد

الرحمان دہلوی³ سے تعلیم و تربیت اور راہ سلوک کے مراحل طے کیئے۔ راہ سلوک میں اس طرح ترقی کی کہ زمانے کے عظیم صوفی بن گئے۔ آپ کی تصوف پر فارسی میں تقریباً ایک سو چالیس کتابوں کا مصنفین نے ذکر کیا ہے۔ انکو صوفیانہ شاعری میں بھی اس قدر ذوق اور پختگی تھی کہ پنجابی زبان میں منظوم کلام کا مجموعہ اور غزلیات فارسی کا دیوان بھی اپنے آثار میں چھوڑا۔ جن سے پاک و ہند کے مسلمان آج بھی استفادہ کر رہے ہیں۔ سلطانِ باہو کی وفات سن 1102ھ / [1691ء] میں 63 برس کی عمر میں ہوئی۔ وہاں پاس ہی شور کوٹ شہر کے چند کلو میٹر کے فاصلے دریائے چناب کے مغربی کنارے پر انکے جسد کو سپرد خاک کیا گیا۔ حضرت سلطانِ باہو نے اپنی افکار کی تائید کیلئے اپنی تصانیف میں بکثرت آیات قرآنی کو ذکر کیا اور ان سے استدلال کرتے ہوئے اپنی صوفیانہ فکر کی وضاحت کی۔ اور انہوں نے آیات قرآنیہ کو اپنا ماخذ بنا کر انکی صوفیانہ طرز سے تفسیر بیان کی۔ ان کا منہج تفسیر قرآن صوفیانہ ہے۔ جس میں ان کا ہدف معرفتِ الہی ہوتا ہے اور وہ کائنات کے رازوں سے کچھ پردہ اٹھانے کی کوشش کرتے ہیں۔ انہوں نے جن آیات سے استدلال کیا ان میں سے تقسیم اوقات اور پیدا کس خلق کے بارے میں سورت رحمان کی آیت کی روشنی میں، سورت حج میں مذکور "اللہ کے نور" کی تفسیر و وضاحت، سورت احزاب میں مذکور امانت کی تفسیر، سورت کہف میں مذکور واقعہ خضر و موسیٰ کی تفسیر اور تشریح اور سورت بقرہ میں مذکور واقعہ ابراہیمؑ کو بطور نمونہ پیش کیا جاتا ہے تاکہ انکا طریق تفسیر اور منہج استدلال ملاحظہ ہو سکے:

(۱) تقسیم اوقات کی تشریح حضرت سلطانِ باہو کی نظر میں

ارشاد خداوندی ہے: ﴿كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِي شَأْنٍ﴾⁴ ترجمہ: "وہ ہر روز کام میں مصروف رہتا ہے۔"⁵ اسکی سلطانِ باہو نے جو تفسیر بیان کی ہے اس کا خلاصہ ملاحظہ ہو: [دن رات میں چوبیس گھنٹیاں ہیں اور ہر گھنٹی میں انیس ہزار لوگ پیدا ہوتے ہیں اور ہر سال میں انہتر کروڑ اسی لاکھ اور ساٹھ ہزار نفوس پیدا ہوتے ہیں۔ اور آقا ﷺ سے روایت کے مطابق انیس ہزار عاشق ذاتِ اللہ دنیا پہ آتے ہیں اور دنیا کی برکات سے قائم ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ہمیری امت کے ابدال چالیس ہیں اور وہ ہمیشہ رہتے ہیں۔ چنانچہ بائیس شام میں اور اٹھارہ عراق میں جب ان میں سے ایک مر جاتا ہے تو اللہ اس کی جگہ دوسرا لے لیتا ہے۔ ان چالیس کی تعداد ہمیشہ قائم رہتی ہے۔ جب قیامت نزدیک ہوگی تو وہ یکا یک دنیا سے اٹھ جائینگے۔ اور اولیاء اللہ کی تعداد ہمیشہ تین سو چھپن اس دنیا پہ قائم رہتی ہے۔ انہیں سے تین سو ابطال، چالیس ابدال، سات سیاحت کے، پانچ اوتاد، تین قطب اور ایک غوث، یہ سب اولیاء کے مراتب میں ہوتے ہیں۔ چنانچہ معلوم ہوا کہ کسی زمانہ میں بھی ان تین سو چھپن اولیاء کی تعداد میں کمی نہیں ہوتی۔ ان نفوس کی حقیقت تجلیات ذاتیہ اور اسماء صفاتیہ میں بارہا ضحلال لایا جاتا ہے اور حضرت واجب الوجود ناقص افراد کی تکمیل کیلئے انکو مقام تنزل پر لاتے ہیں۔ انکے مراتب میں بھی فرق ہے۔ انہیں مردانِ خدا کی شرح میں حضرت عباس اور عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما بھی روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ: اولیاء اللہ ہمیشہ تین سو کی تعداد میں روئے زمین پر رہتے ہیں جنکے دل آدم علیہ السلام کے دل کے مطابق ہیں۔ چالیس اولیاء موسیٰ علیہ السلام کے دل کے مطابق، سات اشخاص کے دل حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دل کے مطابق، پانچ اشخاص کے دل جبریل علیہ السلام کے مطابق، تین اشخاص کے دل میکائیل علیہ السلام کے دل کے مطابق اور ان میں سے ایک کا دل اسرافیل کے دل کے مطابق ہوتا ہے۔"⁶

الذي جعل [الله] الإيمان والقرآن في صدره، فضرب الله مثله¹² فقال: ﴿اللَّهُ نُورُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ﴾ فبدأ بنور نفسه، ثم ذكر نور المؤمن)
ترجمہ: "اللہ تعالیٰ کے قول ﴿اللَّهُ نُورُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ﴾ کے بارے میں حضرت ابی بن کعب سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا: وہ (نور) مؤمن ہی ہے جسکے سینے میں اللہ تعالیٰ نے ایمان اور قرآن ڈال دیا۔ پھر اللہ نے اسکی مثال بیان کرتے ہوئے فرمایا: ﴿اللَّهُ نُورُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ﴾ اپنے ہی نور سے ابتدا کی پھر مؤمن کے نور کا ذکر کیا۔"
سلطانِ باہو اور مذکورہ بالا عبارت کا ایک ہی مفہوم ہے کہ اللہ کے نور سے توحید کا نور مراد ہے جس میں مؤمن مستغرق ہو جاتا ہے۔ مگر سلطانِ باہو کا انداز صوفیانہ ہے۔

(ج) سورت احزاب میں مذکور امانت کی تفسیر حضرت سلطانِ باہو کی نظر میں

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿إِنَّا عَرَضْنَا الْأَمَانَةَ عَلَى السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَالْجِبَالِ فَأَبَيْنَ أَنْ يَحْمِلْنَهَا وَأَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْإِنْسَانُ إِنَّهُ كَانَ ظَلُومًا جَهُولًا﴾¹³ اسکی سلطانِ باہو نے جو تفسیر بیان کی ہے وہ ملاحظہ ہو:۔ [بدانکہ اول اسم اللہ ذات را امانت بر زمین و آسمان و کوه با فرستاده شد از برکت و بزرگی و عظمت و کرامت بار نتوانستند برداشت ہمہ بیزار ی آورند]¹⁴ ترجمہ:۔ "جان لے کہ پہلے پہل جب اسم اللہ کی امانت زمین، آسمان اور پہاڑوں پر پیش کی گئی تو وہ اسکی برکت، بزرگی، عظمت اور کرامت کو برداشت نہ کر سکے اور ہر ایک نے اس سے معذوری پیش کر دی۔"¹⁵ اس آیت میں سلطانِ باہو نے امانت سے مراد "اسم اللہ ذات" لیا ہے۔ جبکہ عام مفسرین "امانت" سے اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور اسکے فرائض مراد لیتے ہیں۔ تفسیر طبری کا بیان ملاحظہ ہو: (اختلف أهل التأويل في معنى ذلك فقال بعضهم: معناه: إن الله عرض طاعته وفرائضه على السموات والأرض والجبال على أنها إن أحسنت أثبتت وجوزيت، وإن ضيقت عوقبت، فأبت حملها شفقاً منها أن لا تقوم بالواجب عليها، وحملها آدم (إنه كان ظلوماً لنفسه) جهولاً) بالذي فيه الحظ له¹⁶۔ ترجمہ: "اہل تاویل نے اسکے معنی میں اختلاف کیا ہے، پس بعض نے کہا کہ اسکا معنی ہے کہ اللہ نے اپنی اطاعت اور اپنے فرائض آسمانوں، زمینوں اور پہاڑوں کے سامنے اس شرط پر پیش کیئے کہ اگر اچھی طرح ادا کرو گے تو ثواب ملے گا اور اگر ضائع کرو گے تو سزا پاؤ گے، تو انہوں نے یہ امانت اٹھانے سے انکار کر دیا کہ وہ نہیں اٹھا پائینگے، اور آدم نے اپنے حصے کا جو بوجھ تھا اپنے لیے اٹھا لیا" یعنی امانت سے مراد بعض اللہ تعالیٰ کی اطاعت و فرمانبرداری مراد لیتے ہیں اور بعض اس سے لوگوں کی امانتیں مراد لیتے ہیں۔ جیسا کہ طبری فرماتے ہیں: (وقال آخرون: بل عني بالأمانة في هذا الموضوع: أمانات الناس¹⁷)۔ امام طبری اور اکثر مفسرین "امانت" سے اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور فرائض مراد لیتے ہیں جبکہ سلطانِ باہو اسی اطاعت اور فرائض کو صوفیانہ اصطلاح میں "اسم اللہ ذات" سے تعبیر دیتے ہیں۔

(د) سورت کہف میں مذکور واقعہ خضر و موسیٰ کی تفسیر حضرت سلطانِ باہو کی نظر میں

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿قَالَ هَذَا فِرَاقُ بَيْنِي وَبَيْنِكَ سَأُنَبِّئُكَ بِتَأْوِيلِ مَا لَمْ تَسْتَطِعْ عَلَيْهِ صَبْرًا﴾¹⁸ اسکی سلطانِ باہو نے جو تفسیر بیان کی ہے وہ ملاحظہ ہو: [چنانچہ کشتی شکست و دیوار را بنا کرد و پسر را کشت، قصہ در سورة كهف واقع است۔ پس موسیٰ علیہ السلام را علم ظاہری بود و خضر علیہ السلام را علم باطنی بود۔ علماء و طالب بمثل حضرت موسیٰ علیہ السلام است و مرشد فقیر

بمثل حضرت خضر علیہ السلام۔¹⁹ ترجمہ:- "یعنی کشتی کو توڑا، دیوار کو بنایا، اور لڑکے کو قتل کیا، یہ ایک قصہ ہے جو سورت کہف میں بیان ہوا ہے۔ موسیٰ علیہ السلام کو ظاہری علم حاصل تھا اور حضرت خضر علیہ السلام کو باطنی علم حاصل تھا۔ علماء و طلباء حضرت موسیٰ علیہ السلام کی مانند اور مرشد فقیر حضرت خضر علیہ السلام کی مانند ہیں۔" سلطان باہو نے مختصر انداز میں قصے کو بیان کرنے کے بعد علم ظاہر اور علم باطن کی وضاحت اور صوفیاء کا مرتبہ اپنی فکر میں بیان کر دیا۔

سورت بقرہ میں مذکور واقعہ ابراہیمؑ حضرت سلطان باہو کی نظر میں

ارشادِ ربانی ہے: ﴿وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ رَبِّ أَرِنِي كَيْفَ تُحْيِي الْمَوْتَىٰ قَالَ أُوْمُّ تُؤْمِنُ قَالَ بَلَىٰ وَلَكِنَّ لِيُطْمَئِنِّ قَلْبِي قَالَ فَخُذْ أَرْبَعَةً مِنَ الطَّيْرِ فَصُرْهُنَّ إِلَيْكَ ثُمَّ اجْعَلْ عَلَىٰ كُلِّ جَبَلٍ مِنْهُنَّ جُزْءًا ثُمَّ ادْعُهُنَّ يَأْتِينَكَ سَعْيًا وَاعْلَمْ أَنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ﴾²⁰ اسکی سلطان باہو نے جو تفسیر بیان کی ہے وہ ملاحظہ ہو: [وبر وی شود غلبات از تاثیر غیر مخلوق وجود مخلوق و قالب می گردد حیات کہ این اربع طيور را به کشد: خروس شہوت و کبوتر ہوا وزاغ حرص و طاؤس زینت۔ چوں این اربع طيور را ذبح کند، قلب و قالب تا ابد الابد زندہ شود۔۔ صاحب زندہ قلب قالب جثہ را از قبر بدر آوردہ لا مکان زود بہ حضور حق برده بہ موجب این آیت کریمہ] ²¹ ترجمہ: "البتہ مذکورہ بالا غیر مخلوق (اسم اللہ ذات و کلمہ طیبات) کی تاثیر سے مخلوق کے وجود و قالب میں شہوت کا مرغ، ہوا و ہوس کا کبوتر، حرص کا کاکا اور زینت کا مور ذبح ہو جائیں تو قلب زندہ ہو جاتا ہے۔ طالب جب ان چاروں پرندوں کو ذبح کر دیتا ہے تو اسکا قلب و قالب ابد الابد تک زندہ ہو جاتا ہے۔ صاحب زندہ قلب اپنے جسم کو قبر سے نکال کر اپنے ساتھ لا مکان میں حضور حق میں لے جاتا ہے اس آیت کریمہ کے مطابق۔"²² پرندوں کی وضاحت دوسرے مفسرین کی طرح کرتے ہیں پھر انسانی نفس کو دنیا سے تشبیہ دیتے ہوئے چار پرندوں کو چار نفسانی خواہش سے مماثلت دیتے ہیں۔ جن کا ذبح کرنا بہت ہی ضروری قرار دیتے ہیں۔ اس سبب وضاحت کا ان کا مقصد اور ہدف انسانی نفس کی اصلاح ہے تاکہ وہ اپنے دل کو صاف کر کے اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل کر سکے۔

خلاصہ تحقیق

- 1- مذکورہ امثلہ میں سے ہر آیت کی سلطان باہو نے صوفیانہ تفسیر و تشریح کی۔ ان آیات کے علاوہ بھی انکا طریق تفسیر صوفیانہ ہی ہے۔
- 2- ہر گھنٹے میں نفوس انسانی کی پیدائش کی تعداد انیس ہزار اور ہر دن میں چار لاکھ چھپن ہزار لوگ پیدا ہوتے ہیں۔
- 3- سورت نور میں اللہ کے نور سے سلطان باہو وہ نور ایمان اور نور توحید مراد لیتے ہیں جو مؤمن کے دل میں ہوتا ہے۔ دیگر مفسرین بھی یہی مراد لیتے ہیں۔
- 4- سورت احزاب میں سلطان باہو نے امانت سے مراد "اسم اللہ ذات" لیا ہے۔ جبکہ عام مفسرین "امانت" سے اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور اسکے فرائض مراد لیتے ہیں۔
- 5- سلطان باہو نے سورت کہف میں موجود حضرت موسیٰ اور حضرت خضر کے قصے کو بیان کرنے کے بعد علم ظاہر اور علم باطن کی وضاحت اور صوفیاء کا مرتبہ اپنی فکر میں بیان کر دیا۔

6- سورت بقرہ میں موجود واقعہ ابراہیمؑ کو بیان کرنے کے بعد پرندوں کی وضاحت دوسرے مفسرین کی طرح کرتے ہیں پھر انسانی نفس کو دنیا سے تشبیہ دیتے ہوئے چار پرندوں کو چار نفسانی خواہش سے مماثلت دیتے ہیں۔ جن کا ذبح کرنا بہت ہی ضروری سمجھتے ہیں۔

References

- ¹Manāqib Sultani, Urdu Tarjuma, (Lahore: Akbar Book Seller, 2008 / [1437 AH], 18
- ²Imtiaz Hussain Shah, Tazkira Awliā Multan (Multan: Kutab Khana Hāji Niaz Ahmed), 173.
- ³Rahman, Sulatan Bahoo, The life and teachings , (Lahore: Sultan ul Faqr publications, 2014), 51,52,53.
- Sultān Muhammad Najeeb ul Rahmān, Sultān Bahoo, The life and teachings, (Lahore: Sultān ul Faqr publications, 2014), 51-53.
- ⁴Al-Rehmān, 29: 55.
- ⁵Fateh Muhammād Jālandhari, Mulana, Fateh Hameed Translation of The Holy Qurān, (Islamabad: Dawā Academy, 2006) p: 1271.
- ⁶Sultān Bahoo, Mahak Al-Faqr Kalān, translated by Syed Amir Niāzi, p. 623
- ⁷Al-Rāzi, Muhammad Bin Omar Bin Al-Hussain, Al-Shafi'i, almaroof, Al-Fakhr Al-Rāzi, Abu Abdullah Fakhr Al-Din Wolida Bil-Rāyy Min Amāāl Fāris, Mafati hal Gaib Min al Qur'ān al Kareem, Adad al ajāā / 32, (Beirut: Dar ul Nashar / Dar Ahyaal Turas al Arbi, p:4324.
- ⁸Al-Noor, 24: 35.
- ⁹Sultān Bahoo, Mahak Al-Faqr Kalān, p. 664-666
- ¹⁰Sultān Bahoo, Mahak Al-Faqr Kalān, p. 665
- ¹¹Al-Noor, 24: 35.
- ¹²Al-Ahzāb, 65: 72.
- ¹³Al-Ahzāb, 65: 72.
- ¹⁴Sultān Bahoo, Mahak Al-Faqr Kalān, p. 676
- ¹⁵Sultān Bahoo, , Mahak Al-Faqr Kalān, p. 677
- ¹⁶Al-Tabri, Muhammad Bin Jarir Bin Yazid Bin Katheer Bin Ghalib Al-Amali, Abu Jafar Al-Tabri, [224-310 AH], Jami' Al-Bayān fi Tāwil āl-Qur'ān, (Beirut: Mosa sa tul Risala, Altaba, Aoola, 1420 AH / 2000 AD, v: 24 .) 20/336
- ¹⁷Al-Tabri, Jami 'al-Bayān fi Tāwil al-Qurān, 20/336
- ¹⁸Al-Kahaf, 18: 78.
- ¹⁹Sultān Bahoo, Ain-ul-Faqar, p. 124
- ²⁰Al-Baqarah, 2: 260.
- ²¹ Sultān Bahoo, Isrār Qadri, (Lahore: Al-Aarfeen Publications, First Edition: 2010, Second: 2014), Mutarajam : Syed Amir Niāzi, pp. 146- 148
- ²²Sultān Bahoo, Isrār Qadri, p. 147- 149